



ختم قرآن

کتنے دن میں؟

تصنیف

مولانا ندیم احمد انصاری

ڈائریکٹر افلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

تصدیق

حضرت مولانا مفتی محمود عالم مظاہری مدظلہ

مفتی مظاہر علوم وقف، سہارنپور

ناشر

الْفَلَاحُ اِسْلَامِی فاؤنڈیشن انڈیا

ختم قرآن

کتنے دن میں؟

قصیف

مولانا ذیلم احمد انصاری

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

فہرست مضامین

☆	تصدیق	۳
☆	عرضِ مؤلف	۴
۱	آسمانی کتابوں کا نزول	۶
۲	تلاوتِ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۷
۳	ماہِ رمضان میں تلاوت کا ثواب	۸
۴	ماضی کے اکابرین کا معمول	۹
۵	ماضی قریب کے اکابرین کا معمول	۱۰
۶	کثرتِ تلاوت پر بعض اشکالات اور ان کے جوابات	۱۰
۷	تین دن سے کم میں ختم نہ کرنے کی حدیث	۱۱
۸	اس حدیث کا مطلب	۱۴
۹	علت منع کیا ہے؟	۱۵
۱۰	خلاصہ	۱۶
۱۱	مصادر و مراجع	۱۷

تصدیق

حضرت مولانا مفتی محمود عالم صاحب مظاہری مدظلہ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ سے قرب کا بہترین ذریعہ قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت ہے۔ اس کی تلاوت سے قلوب صیقل ہوتے ہیں اور روح کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ تین دن سے کم میں ختم قرآن پر اعتراض نادانی ہے، بندہ نے پچشم خود ایسے افراد کو دیکھا ہے، جن کا معمول رمضان المبارک میں ہر روز ایک ختم کا تھا۔ معترضین نے جس روایت کو لے کر سوال اٹھایا ہے، اس روایت کا محل محدثین کے کلام کی روشنی میں صاحب رسالہ مولانا ندیم احمد انصاری صاحب زید مجدہ نے تحریر کر دیا ہے۔ اگر کوئی تین دن سے کم میں تمام رعایتوں کے ساتھ قرآن کریم کی مکمل تلاوت کرتا ہے، تو اس کی ممانعت کسی صریح صحیح حدیث شریف میں نہیں۔ یہ اعتراض نہ پڑھنے والوں ہی کو ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کی تلاوت کا ذوق و شوق عطا فرمائے، صاحب رسالہ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔ آمین

العبد محمود غفی عنہ

۱۴۳۵/۱۲/۲۳ھ

عرض مؤلف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

’قرآن کریم‘--- کلام الہی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفت ہے۔ اس کے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ تم اس چیز سے زیادہ کسی کے ذریعے اللہ تبارک و تعالیٰ کا قُرب حاصل نہیں کر سکتے، جو خود اسی سے نُکلی ہے۔ (مسند رک حاکم: ۲۰۹۱) ظاہر ہے کہ اس ارشاد کے پیش نظر ہمیں رات دن اس کا اس میں مشغول رہنا چاہیے۔ پھر رمضان المبارک جو کہ سراپا خیر و رحمت ہے۔ جس میں زیادہ سے زیادہ نیکیوں کی کوشش کی جاتی ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و احسان سے وہ حضرات بھی نیکیوں پر مائل نظر آتے ہیں، جو غیر رمضان میں عموماً فرائض تک اہتمام نہیں کرتے۔ رہے اللہ کے وہ نیک بندے! جو کہ اپنا ہر لمحہ اس کی یاد میں گزارنے اور خود کو اس کے ذکر میں رطب اللسان رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے لیے تو رمضان المبارک کا مہینہ گویا کہ رات و دن محنت کرنے کا مہینہ ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کو آسمانی کُتب سے ایک خاص مناسبت ہے کہ تمام آسمانی کتب اسی مبارک مہینے میں نازل ہوئی ہیں۔ (مسند احمد ابن حنبل: ۱۷۱۰۹) اسی لیے حضرت رسول اللہ ﷺ بھی حضرت جبریلؑ کے ساتھ اس ماہ میں قرآن کے دور فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری: ۶) اسی لیے ہر مسلمان بھی کوشش کرتا ہے کہ رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کی تلاوت کرے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ کئی دکان پر

بیٹھے ہوئے قرآن پڑھ رہا ہے تو کوئی کسی کو قرآن سنانے یا سننے میں مشغول ہے۔ عجیب رحمتوں کا ماحول ہوتا ہے۔

لیکن بعض اللہ کی رحمت سے دور بندے ایسے بھی ہوتے ہیں، جو ان مبارک ایام میں بھی نہ تو خود خصوصی عبادات کا اہتمام کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو کرنے دیتے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم کو رات دن کا مشغلہ بنانا انھیں تکلیف دیتا ہے اور وہ اس پر بدعت کے فتوے دیتے ہیں۔ یہ حضرات اپنی دلیل میں ایک حدیث بھی پیش کرتے ہیں، جس کا اصل مفہوم بھی نہیں سمجھتے۔ بس اسی قسم کے بعض اسباب تھے کہ یہ رسالہ ”ختم قرآن، کتنے دن میں؟“ تالیف کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہوں کہ اسے قبول فرمائے اور اس سے اپنے بندوں کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق مرحمت فرمائے۔ مؤلف، اس کے والدین محترمین، اساتذہ و تلامذہ سب کے حق میں آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین

العبد ندیم احمد انصاری غفرلہ

خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

ومدرسہ نور محمدی، ممبئی

۱۵/ ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آسمانی کتابوں کا نزول

ارشاد الہی ہے:

{ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ } (1)

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے مہینے میں قرآن کریم کو نازل فرمایا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ نے روایت کرتے ہیں:

أُنْزِلَتْ صُحُفُ إِبْرَاهِيمَ فِي ثَلَاثَ لَيَالٍ مَضِينَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ،
وَأُنْزِلَتْ تَوْرَةُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سِتَ لَيَالٍ مَضِينَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ ،
وَأُنْزِلَ الْإِنْجِيلُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ثَلَاثَ عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَهْرِ
رَمَضَانَ ، وَأُنْزِلَ زَبُورُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ثَمَانِي عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ شَهْرِ
رَمَضَانَ ، وَأُنْزِلَ الْفُرْقَانُ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي الرَّابِعَةِ وَالْعِشْرِينَ مِنْ شَهْرِ
رَمَضَانَ. (2)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صحفِ ابراہیم علیہ السلام رمضان کی تیسری تاریخ میں، تورات چھٹی تاریخ میں، انجیل تیرہویں تاریخ میں، زبور اٹھارہویں تاریخ میں اور قرآن کریم چوبیس تاریخ میں نازل ہوا۔

(1) سورة البقرة: ۱۸۵

(2) مسند احمد ابن حنبل: ۱۰۹/۱، الغنية: ۹/۲-۸ وانظر السنن الكبرى للبيهقي، باب ذكر كتب

الانزال لاهل نزول القرآن: ۱۸۸/۹

معلوم ہوا! اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانی کتابیں اسی مبارک مہینے میں نازل فرمائی ہیں اور قرآن کریم بھی اسی ماہ میں نازل کیا گیا۔ اس لیے اس مہینے کو کلام اللہ شریف سے خاص مناسبت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان المبارک کے بابرکت ماحول میں ہر ایک مسلمان رات دن تلاوت کلام پاک میں منہمک نظر آتا ہے اور الحمد للہ صرف رمضان کے مہینے میں پوری دنیا میں جتنا قرآن کریم پڑھا جاتا ہے، شاید سال بھر میں اتنا (کل ملا کر) نہ پڑھا جاتا ہوگا۔ تمام اہل اللہ کا تجربہ ہے کہ دل کی صفائی، ایمانی کیفیت میں زیادتی اور انسان میں استقامت کی صفات پیدا کرنے میں سب سے زیادہ پُر اثر اور اہم ترین عمل، قرآن کریم کی تلاوت ہے۔ اس لیے وہ حضرات جنہیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، ان کی زندگی میں تلاوت میں اشتغال سب سے زیادہ نظر آتا ہے اور فطری طور پر رمضان المبارک آتے ہی یہ شوق روز افزوں ہو جاتا ہے۔

تلاوت قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتاب دیکھ کر پڑھنا نہیں جانتے تھے اور یوں خارج نماز بیٹھ کر تلاوت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول نہیں تھا۔ جیسا کہ فقیہ انفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت رات کو نماز ہی پڑھنے کی تھی، بیٹھ کر ذکر کرنا یا مستراں پڑھنا معتاد نہیں۔ (1)

البتہ عبد اللہ بن عباسؓ کی روایت میں ہے:

أن ابن عباس رضي الله عنهما قال: كان النبي ﷺ أجود الناس بالخير، وكان أجود ما يكون في رمضان، حين يلقاه جبريل، وكان جبريل

عليه السلام يلقاه كل ليلة في رمضان حتى ينسلخ، يعرض عليه النبي ﷺ
القرآن، الحديث. (1)

جبریل علیہ السلام، رمضان کی ہر رات میں حضرت نبی کریم ﷺ سے ملتے
تھے اور آپ ﷺ انھیں قرآن کریم سناتے تھے۔
ایک روایت میں ہے؛

كان رسول الله ﷺ أجود الناس، وكان أجود ما يكون في رمضان
حين يلقاه جبريل، وكان يلقاه في كل ليلة من رمضان فيدارسه
القرآن، الحديث. (2)

حضرت جبریلؑ، رمضان کی ہر رات میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتے،
تو آپ ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کرتے تھے۔

ماہ رمضان میں تلاوت کا ثواب

جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ ماہ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے
برابر، اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ملتا ہے، یعنی جو عمل بھی ماہ رمضان
میں کیا جائے، وہ غیر رمضان کے عمل سے ستر گنا زیادہ ہوتا ہے۔ پس اگر کوئی رمضان
المبارک کے مہینے میں ایک حرف کی تلاوت کرے تو اسے اس کے بدلے سات سو
نیکیاں ملیں گی، اور اگر کوئی مسجد حرام میں اس مبارک مہینے میں ایک حرف کی تلاوت
کرے گا، اسے ستر لاکھ نیکیاں ملیں گی اور جو شخص پورا قرآن وہاں ختم کر لے، اس کا
ثواب ۳۳ کھرب، ۸۵۰ ارب اور ۱۸ کروڑ ہو جائے گا۔ (3)

(1) صحیح البخاری: ۱۹۰۲، صحیح مسلم: ۲۳۰۸ (2) صحیح البخاری: ۶

(3) مستفاد فضائل حفظ قرآن: ۸۳

ماضی کے اکابرین کا معمول

الدکتور سید بن حسین العفافی نے اپنی کتاب 'نداء الوبان' (۱) میں اکابرین امت کے تلاوت قرآن کریم کے معمولات کو بڑی تفصیل سے تحریر فرمایا ہے، یہاں طوالت کے خوف سے فقط چند کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

كان سفیان الثوری اذا دخل رمضان ترك جمع العبادة وأقبل على قراءة القرآن. (2)

رمضان آتا تو موصوفؒ تمام نقلی عبادات سے الگ ہو کر تلاوت قرآن کریم میں مشغول ہو جاتے۔

حضرت امام بخاریؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

وكان النخعي رحمہ اللہ يفعل ذلك في العشر الأواخر منه خاصة، وفي بقيته الشهر في ثلاث. (3)

حضرت نخعیؒ پورے رمضان میں ہر تین دن میں ایک قرآن کریم ختم فرماتے اور آخری عشرہ میں ہر رات میں ایک ختم فرماتے تھے۔
حضرت قتادہؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

كان قتادة يختم القرآن في كل سبع ليال مرة، فاذا جاء رمضان ختم في كل ثلاث ليال مرة، فاذا جاء العشر ختم في كل ليلة مرة. (4)

حضرت قتادہؒ عام دنوں میں ہر سات دن میں ایک ختم فرماتے تھے اور رمضان المبارک میں ہر تین دن میں ایک ختم فرماتے تھے اور آخری عشرہ کی ہر رات میں ایک قرآن کریم ختم فرماتے تھے۔

ماضی قریب کے اکابرین کا معمول

یہ معمول صرف ماضی قریب کے اکابرین کا ہی نہیں تھا، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی تحریر فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ تراویح کے بعد سے صبح کی نماز تک نوافل میں مشغول رہتے تھے اور یکے بعد دیگرے متفرق حفاظ سے کلام مجید سنتے رہتے تھے اور حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری قدس سرہ کے یہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ دن و رات تلاوت ہی کا ہوتا تھا کہ اس میں ڈاک بھی بند اور ملاقات بھی ذرا گوارا نہ تھی۔ بعض مخصوص خدام کو صرف اتنی اجازت ہوتی تھی کہ تراویح کے بعد جتنی دیر حضرت سادی چائے کے ایک دو فجان نوش فرمائیں، انقی دیر حاضر خدمت ہو جایا کریں۔ (1)

خود شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا علیہ الرحمہ کا بر سہا برس یہی معمول رہا، بزبان خود فرماتے ہیں:

۱۳۳۸ھ سے ماہ مبارک میں ایک قرآن روزانہ پڑھنے کا معمول شروع ہوا تھا، جو تقریباً ۱۳۸۰ھ تک رہا ہوگا بلکہ اس کے بھی بعد تک..... اللہ کے انعام و فضل سے سالہا سال یہی معمول رہا، اخیر زمانے میں بیماریوں نے چھڑا دیا۔ (2)

کثرتِ تلاوت پر بعض اشکالات

اور ان کے جوابات

بعض لوگوں کو اس قدر تلاوت کلام پر ایک اشکال تو یہ ہوتا ہے کہ یہ ممکن ہی کیسے ہے، جب کہ انسان کے ساتھ بہت سی ضروریات ہر وقت لگی ہوئی ہیں؟

اس کا اصل جواب تو ”برکت“ ہے، جو معتزین کی زندگیوں میں عنقا ہے۔ جو پاک ذات اپنے حبیب ﷺ کو چند لمحوں میں جنت و جہنم کی سیر کرانے پر قادر ہے، وہ پاک ذات اپنے نیک بندوں سے قلیل وقت میں قرآن کریم کا ختم کروالینے پر بھی قادر ہے۔ اسی کے ساتھ یہ دلچسپ واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں؛

مولانا عاشق الہی میرٹھی علیہ الرحمہ، حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی علیہ الرحمہ کے متعلق رقم طراز ہیں:

ایک مرتبہ میری درخواست پر (وہ) رمضان میں قرآن سنانے کے لیے میرٹھ تشریف لائے۔ ریل سے اترے تو عشاء کا وقت ہو گیا تھا، ہمیشہ با وضو رہنے کی عادت تھی، اس لیے مسجد میں قدم رکھتے ہی مصلے پر گئے اور تین گھنٹے میں دس پارے ایسے صاف اور رواں پڑھ گئے کہ نہ کہیں لکنت تھی نہ مشابہ۔ گویا قرآن شریف سامنے کھلا رکھا ہے اور باطمینان پڑھ رہے ہیں۔ تیسرے دن ختم فرما کر روانہ ہو گئے کہ سنہ دور کی ضرورت تھی، نہ سامع کی۔ (۱)

تین دن سے کم میں قرآن ختم نہ کرنے کی حدیث

دوسرا اشکال یہ رفع کیا جاتا ہے کہ تین دن سے کم میں ختم قرآن کی حدیث میں بھی ممانعت آئی ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَفْقَهُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي أَقَلِّ مِنْ ثَلَاثٍ. (۲)

جس نے تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کیا، وہ اسے سمجھ نہیں سکا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک یہ ممانعت مطلق نہیں بلکہ حناص

(۱) تذکرۃ الخلیل: ۲۰۴

(۲) سنن ابی داؤد: ۱۳۹۳، سنن الترمذی: ۲۹۳۹، سنن ابن ماجہ: ۱۳۳۷

صورت میں ہے۔

امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وقد كانت للسلف رضی اللہ عنہم عادات مختلفة في القدر الذي يختمون فيه، فكان جماعة منهم يختمون في كل شهرين ختمة، وآخرون في كل شهر ختمة، وآخرون في كل عشر ليال ختمة، وآخرون في كل ثمان ليال ختمة، وآخرون في كل سبع ليال ختمة، وهذا فعل الأكثرين من السلف، وآخرون في كل ست ليال، وآخرون في خمس، وآخرون في أربع، وكثيرون في كل ثلاث، وكان كثيرون يختمون في كل يوم وليلة ختمة، وختم جماعة في كل يوم وليلة ختمتين۔ وآخرون في كل يوم وليلة ثلاث ختمات، وختم بعضهم في اليوم والليلة ثمانى ختمات: أربعاً في الليل، وأربعاً في النهار: وممن أربعاً في الليل وأربعاً في النهار، السيد الجليل ابن الكاتب الصوفي رحمہ اللہ، وهذا أكثر ما بلغنا في اليوم والليلة.

کتنے دنوں میں قرآن کا ختم کیا جائے؟ اس سلسلے میں سلف صالحین کے مختلف معمولات ملتے ہیں۔ اکابرین کی ایک جماعت دو ماہ میں ختم کرتی تھی، بعض لوگ ہر ماہ، بعض ہر ماہ میں دو، بعض دس راتوں میں، بعض آٹھ راتوں میں، بعض سات رات میں ختم کرتے تھے اور یہ اکثر سلف صالحین کا معمول تھا۔ بعض ہر چھ رات میں، بعض پانچ رات میں، بعض چار رات میں اور اکثر حضرات تین رات میں اور بہت سے حضرات ایک دن رات یعنی چوبیس گھنٹوں میں بھی ختم کیا کرتے تھے، بلکہ بعض حضرات نے تو ۲۴ گھنٹوں میں ۸ ختم بھی کیے ہیں، یعنی چار ختم دن میں اور چار ختم رات میں اور جن حضرات نے ایسا کیا ہے ان میں سے ایک سعید بن الکاتب الصوفی ہیں..... اور یہ تلاوت کی سب سے زیادہ مقدار ہے، جس کا مجھے علم ہو سکا۔

سید احمد الدروقی اپنی مخصوص سند سے ایک تابعی حضرت منصور بن زاذان بن عبادؓ سے نقل کرتے ہیں:

أنه كان يختم القرآن ما بين الظهر والعصر، ويختمه أيضاً فيما بين المغرب والعشاء ويختمه فيما بين المغرب والعشاء في رمضان ختمتين وشيئاً، وكانوا يؤخرون العشاء في رمضان إلى أن يمضي ربع الليل. وه ظهرو عصر کے درمیان اور کبھی مغرب وعشاء کے درمیان دو ختم اور کچھ مزید پڑھ لیتے تھے۔

ابن ابی داؤد صحیح سند سے نقل کرتے ہیں:

وروى ابن أبي داؤد باسنادہ الصحيح أن مجاهدًا عليه السلام كان يختم القرآن في رمضان فيما بين المغرب والعشاء وأما الذين ختموا القرآن في ركعة فلا يحصون لكثرتهم، فمنهم عثمان بن عفان، وتميم الداري، وسعيد بن جبیر.

حضرت مجاہدؓ رمضان المبارک میں مغرب وعشاء کے درمیان ایک ختم کیا کرتے تھے اور جن حضرات نے ایک رکعت میں ختم کیا ہے ان کی تعداد بھی بے شمار ہے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت تميم داریؓ، حضرت سعيد بن جبیرؓ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ ان میں سے چند مشہور شخصیات ہیں۔

امام نوویؒ آگے بطور مشورہ فرماتے ہیں:

والمختار أن ذلك يختلف باختلاف الأشخاص، فمن كان يظهر له بدقيق الفكر لطائف و معارف فليقتصر على قدر يحصل له فهم ما يقرأ، وكذا من كان مشغولاً بنشر العلم أو فصل الحكومات بين المسلمين أو غير ذلك من مهمات الدين والمصالح العامة للمسلمين، فليقتصر على قدر لا يحصل له بسببه إخلال بما هو مرصده ولا فوت كماله، ومن لم يكن

من هؤلاء المذکورین فلیستکثر ما أمکنه من غیر خروج الی حد الملل أو الهذمة فی القراءة۔ وقد کره جماعة من المتقدمین الختم فی يوم و ليلة، يدل علیه ماروینا بأسانید الصحیحة فی سنن ابی داؤد و الترمذی و النسائی و غیرها۔ (۱)

جو لوگ علوم دینیہ کی نشر و اشاعت، حکومت و قضاء، دینی امور اور مسلمانوں کی دیگر کسی مفادِ عامہ سے متعلق امور کی انجام دہی میں مشغول ہوں، انھیں اتنی ہی مقدار پر اکتفا کرنا چاہیے جس سے ان اہم امور میں خلل واقع نہ ہو، جس کا اسے مکلف بنایا گیا ہے۔ البتہ جن پر ایسی ذمہ داریاں عائد نہ ہو، انھیں حسب استطاعت حتی الامکان اتنی تلاوت کرنی چاہیے جس سے بیزاری یا تلاوت میں روانی کی وجہ سے تلفظ میں خطبہ و بگاڑ پیدا نہ ہو۔ آگے ارشاد فرماتے ہیں کہ متقدمین کی ایک جماعت نے ایک دن رات میں ختم کو ناپسند فرمایا ہے۔ ان کی دلیل حضرت عمرو بن العاصؓ کی یہ روایت ہے؛ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کیا، وہ اسے سمجھ نہیں سکا۔“

اس حدیث کا مطلب

علامہ طیبیؒ اس حدیث کا مطلب اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

یہاں ’’سمجھ نہیں سکا‘‘ سے مراد یہ ہے کہ جس شخص نے تین دن یا تین رات سے کم میں قرآن ختم کیا، وہ قرآن کے ظاہری معنی تو سمجھ سکتا ہے، لیکن قرآن کے حقائق و معارف اور دقائق و نکات تک اس کی رسائی نہیں ہوتی، کیوں کہ ان چیزوں کو سمجھنے کے لیے تین دن تو بہت دور کی چیز ہے، بڑی سے بڑی عمر میں بھی ناکافی ہوتی ہیں، نہ صرف یہ بلکہ اس مختصر سے عرصہ میں تو کسی ایک آیت یا ایک کلمہ کے دقائق و

نکات بھی سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ نیز یہاں نفی سے مراد سمجھنے کی نفی ہے، نہ کہ ثواب کی نفی۔ یعنی ثواب تو ہر صورت میں ملتا ہی ہے۔ پھر یہ کہ لوگوں کی سمجھ میں بھی تفاوت و فرق ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کی سمجھ زیادہ پختہ ہوتی ہے، وہ کم عرصہ میں بھی قرآنی حقائق و دقائق سمجھ لیتے ہیں، جب کہ بعض لوگوں کی سمجھ بہت ہی کم ہوتی ہے، جن کے لیے طویل عرصہ بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ سلف میں سے بعض لوگوں نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا ہے، چنانچہ ان لوگوں کا معمول تھا کہ وہ ہمیشہ تین ہی دن میں قرآن ختم کرتے اور تین دن سے کم میں ختم کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے، جب کہ دوسرے لوگ اس کے برخلاف عمل کرتے تھے۔ چنانچہ بعض لوگ تو ایک دن رات میں ایک قرآن ختم کر لیتے تھے اور بعض لوگ دو دو بار، اور بعض لوگ تین تین بار ختم کر لیتے تھے، بلکہ بعض لوگوں کے بارے میں تو یہاں تک ثابت ہے کہ وہ ایک رکعت میں ایک قرآن ختم کر لیتے تھے۔ ہو سکتا ہے ان لوگوں نے یا تو اس حدیث کے بارے میں خیال کیا ہو کہ اس کا تعلق اشخاص کے اعتبار سے مختلف ہے، یعنی اس حدیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے، جو کم فہم ہوتے ہیں اور وہ اگر تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کریں، تو اس کے ظاہری معنی بھی نہ سمجھ سکتے ہوں یا پھر ان کے نزدیک یہ بات ہو کہ اس حدیث میں فہم کی نفی ہے۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ جتنی بھی کم سے کم مدت میں قرآن ختم کیا جائے گا، ثواب ملے گا۔ (۱)

علتِ منع کیا ہے؟

اسی طرح حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

علتِ منع عدم تفقہ ہے اور جب ایسا صاف پڑھا جائے کہ تفقہ و تدبر ممکن ہو تو ممنوع نہیں..... اگر اتنی جلدی پڑھیں کہ حرف تک سمجھ میں نہ آئیں، نہ زیر کی خبر، نہ

زیر کی، نہ غلطی کا خیال، نہ تشابہ کا؛ اور فقط ریاکاری مقصود ہو تو..... یہ بے شک مکروہ ہے۔ (1)

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ جو شخص قرآن پاک سے شوق و دلچسپی رکھتا ہو اور اس کو پختہ یاد ہو، صحیح پڑھتا ہو، دل جمعی سے تین شب سے کم میں ختم کر لے، تو وہ گنہگار نہیں۔ (2)

اللہ پاک اس رسالہ، اس کے مؤلف اور اس کے قاری۔۔۔ سب کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن کریم کی دولت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

اللّٰهُمَّ ارِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ
وَارِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ

بندہ ندیم احمد انصاری حفظہ اللہ
خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا
ومدرسہ نور محمدی، ممبئی
۱۳ / جون ۲۰۱۳ء

(1) امداد الفتاویٰ: ۱/۳۸۷-۳۸۸ بے تغییر

(2) فتاویٰ محمودیہ: ۳/۵۶۹، مکتبہ شیخ الاسلام، دیوبند، جدید محقق

مصادر و مراجع

- (۱) القرآن الکریم۔
- (۲) صحیح البخاری للامام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ
- (۳) صحیح مسلم للامام مسلم بن الحجاج النیسابوری رحمہ اللہ
- (۴) سنن أبی داود للامام سلیمان بن الأشعث السجستانی رحمہ اللہ
- (۵) سنن الترمذی للامام محمد بن عیسیٰ الترمذی رحمہ اللہ
- (۶) سنن النسائی للامام شعب النسائی رحمہ اللہ
- (۶) سنن ابن ماجہ للامام محمد بن یزید القزوی رحمہ اللہ
- (۷) مسند احمد ابن حنبل للامام أحمد ابن حنبل رحمہ اللہ
- (۸) السنن الکبریٰ للامام أبی بکر أحمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ
- (۹) جامع الاصول فی احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم للامام مجد الدین الجزری رحمہ اللہ
- (۱۰) کتاب الأذکار للامام محی الدین أبی زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ
- (۱۱) مظاهر حق جدید للشیخ قطب الدین دہلوی رحمہ اللہ
- (۱۲) الغنیۃ للشیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ
- (۱۳) نداء الریان للڈکٲور سید بن حسین العفافی رحمہ اللہ
- (۱۴) فضائل حفظ قرآن للشیخ امداد اللہ انور رحمہ اللہ
- (۱۵) امداد الفتاویٰ للشیخ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
- (۱۶) فتاویٰ محمودیہ للشیخ محمود حسن کنکوی رحمہ اللہ
- (۱۷) تراویح اور تہجد: دو مختلف نمازیں للشیخ رشید احمد کنکوی رحمہ اللہ
- (۱۸) تذکرۃ الخلیل رحمہ اللہ للشیخ محمد عاشق الہی میرتی رحمہ اللہ
- (۱۹) آپ بیتی للشیخ محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ